میت کی تجہیز وتکفین کے لیے قائم کمیٹیوں کی شرعی حیثیت

مولانا عمران ممتاز

آج کل مختلف مقامات پر خاندان اور برادری میں میت کمیٹیاں بنانے کا رواج چل پڑا ہے، اس کمیٹی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کمیٹی کے کسی ممبر کے گھر میں اگر خدانخواستہ موت کا سانحہ پیش آجائے تو اس کی تجہیز وتکفین کا خرچہ برداشت کیا جائے، نیز میت کے گھر والوں اور تعزیت کے لیے آئے مہمانوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرنا بھی اسی کمیٹی کی ذمہ داری شمار ہوتی ہے، اس کمیٹی کا ممبر صرف ایک خاندان یا برادری یا محلے کے لوگوں کو بنایا جاتا ہے، ممبر بننے کے لیے شرائط ہوتی ہیں، مثلاً یہ کہ ہر ماہ یا ہر سال ایک مخصوص مقدار میں رقم جمع کرانا لازم ہے، اگر یہ رقم جمع نہ کرائی جائے تو ممبرشپ ختم کردی جاتی ہے، جس کے بعد وہ شخص کمیٹی کی سہولیات سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، عام طور پر یہ کمیٹیاں دوطرح کے اخراجات برداشت کرتی ہیں:

۱:......کفن ودفن کے اخراجات، یعنی کفن، قبرستان تک لے جانے کے لیے گاڑی اور قبر وغیرہ کا خرچہ۔

۲:......میت کے اہل خانہ اور مہمانوں کے کھانے کا خرچہ۔

شرعی نکتہ نگاہ سے ان دونوں طرح کے اخراجات میں حسب ذیل تفصیل ہے:

میت کی تجہیز وتکفین کا خرچہ

جب کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے اخراجات کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر میت کا ذاتی مال موجود ہو تو اس کے کفن دفن کا خرچہ اسی میں سے کیا جائے گا۔ (۱)

اگر اس کے ترکہ میں مال موجود نہیں تو اس کے یہ اخراجات اس شخص کے ذمہ ہوں گے جس پر اس کی زندگی میں مرحوم کا خرچہ واجب تھا، لہٰذا اگر میت کا باپ اور بیٹا دونوں زندہ ہوں تو کفن ودفن کے اخراجات بیٹے کے ذمہ ہوں گے، کیوں کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو اس کے اخراجاتِ زندگی بیٹے پر واجب ہوتے ہیں، باپ پر نہیں، (۲) بیوی کا کفن

دفن شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے، اگر چہ اس کے پاس مال موجود ہو، (۳) اگر میت کے پس ماندگان میں ایسا کوئی شخص نہ ہو جس پر اس کا خرچہ واجب ہوتا ہے یا ایسا کوئی فرد موجود ہو، لیکن وہ خود اتنا غریب ہو کہ یہ خرچہ برداشت نہیں کر سکے تو تکفین و تدفین کی ذمہ داری حکومتِ وقت کی ہے، لیکن اگر حکومتِ وقت یہ خرچہ نہیں اُٹھاتی یا ان کے نظم میں ایسی کوئی صورت نہ ہو تو جن مسلمانوں کو اس کی موت کا علم ہے، ان پر اس کی تکفین و تدفین کا خرچہ واجب ہے، اگر جاننے والے بھی سب غریب ہیں تو پھر وہ لوگوں سے چندہ کر کے یہ اخراجات برداشت کریں اور جو رقم باقی بچے وہ دینے والے کو واپس کریں، اگر دینے والے کا علم نہ ہو تو اس رقم کو سنبھال کر رکھیں، اور اگر دوبارہ اس طرح کی صورتِ حال پیش آئے تو اس کی تکفین و تدفین میں اُسے خرچ کریں۔ (۴)

میت کے اہل خانہ کے لیے کھانے کا انتظام

میت کے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ میت کے اہل خانہ کے لیے ایک دن اور رات کے کھانے کا انتظام کریں، کیوں کہ میت کے اہل خانہ غم سے نڈھال ہونے اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہونے کی وجہ سے کھانا پکانے کا انتظام نہیں کر پاتے، (۵) غزوۂ موتہ میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی وفات کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرو، کیوں کہ ان پر ایسا شدید صدمہ آن پڑا ہے جس نے انہیں (دیگر اُمور سے) مشغول کر دیا ہے۔ (۶)

میت کے اہل خانہ کے علاوہ جو افراد دور دراز علاقوں سے میت کے اہل خانہ سے تعزیت اور تکفین و تدفین میں شرکت کے لیے آئے ہوں اگر وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائیں تو ان کا شریک ہونا بھی درست ہے، تاہم تعزیت کے لیے قرب و جوار سے آئے لوگوں کے لیے میت کے ہاں باقاعدہ کھانے کا انتظام کرنا خلافِ سنت عمل ہے۔ (۷)

مروجہ انجمنوں اور کمیٹیوں کے بظاہر نیک اور ہمدردانہ مقاصد سے ہٹ کر کئی شرعی قباحتیں ہیں:

۱:...... کمیٹی کا ممبر بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد، چاہے امیر ہو یا غریب، ہر ماہ ایک مخصوص رقم کمیٹی میں جمع کرے، اگر وہ یہ رقم جمع نہیں کراتا تو اُسے کمیٹی سے خارج کر دیا جاتا ہے، پھر کمیٹی اس کو وہ سہولیات فراہم نہیں کرتی جو ماہانہ چندہ دینے والے ممبران کو مہیا کرتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمیٹی کی بنیاد ''امدادِ باہمی'' پر نہیں، بلکہ اس کا مقصد ہر ممبر کو اس کی جمع کردہ رقم کے بدلے سہولیات فراہم کرنا ہے، یہ سہولیات اس کی جمع کردہ رقم کی نسبت سے کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو سکتی ہیں، یہ معاملہ واضح طور پر قمار (جوا) کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۸)

۲:...... کمیٹی کے ممبران میں سے بعض اوقات غریب و نادار لوگ بھی ہوتے ہیں، جو اتنی

وسعت واستطاعت نہیں رکھتے کہ ماہانہ سو روپے بھی ادا کرسکیں، لیکن خاندانی یا معاشرتی رواداری کی خاطر یا لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لیے وہ مجبوراً یہ رقم جمع کراتے ہیں، یوں وہ رقم تو جمع کرادیتے ہیں، لیکن اس میں خوش دلی کا عنصر مفقود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مال استعمال کرنے والے کے لیے حلال طیب نہیں ہوتا، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال دوسرے مسلمان کے لیے صرف اس کی دلی خوشی اور رضامندی کی صورت میں حلال ہے۔ (۹)

۳: ...... بسا اوقات اس طریقہ کار میں ضرورت مند اور تنگ دست سے ہمدردی اور احسان کی بجائے اس کی دل شکنی کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی کا رویہ برتا جاتا ہے، کیوں کہ خاندان کے جو غریب افراد کمیٹی کی ماہانہ یا سالانہ فیس نہیں بھر پاتے انہیں کمیٹی سے خارج کردیا جاتا ہے، اس طرح ان کی حاجت اور ضرورت کے باوجود اُنہیں اس نظم کا حصہ نہیں بنایا جاتا اور پھر موت کے غمگین موقع پر اُسے طرح طرح کی باتوں اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۴: ......اس طریقہ کار میں کھانا کھلانا ایک عمومی دعوت کی شکل اختیار کرجاتا ہے، حالانکہ مستحب یہ ہے کہ یہ انتظام صرف میت کے گھر والوں کے لیے ہو۔ (۱۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں میت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ میت کے عزیز واقارب و پڑوسی مل کر میت کے اہل خانہ کے لیے کھانے کا انتظام کریں، میت کی تجہیز وتکفین کے خرچہ کے لیے دیکھا جائے کہ اگر میت نے کچھ مال چھوڑا ہے تو تجہیز وتکفین کا خرچہ اس کے مال میں سے کیا جائے اور اگر میت نے کسی قسم کا مال نہیں چھوڑا تو جس شخص پر اس کا خرچہ واجب ہے وہ یہ اخراجات برداشت کرے، اگر وہ نہیں کرپاتا تو خاندان کے مخیّر حضرات کو چاہیے کہ وہ یہ اخراجات اپنے ذمے لے لیں، مروجہ کمیٹیوں کے قیام میں شرعاً کئی قباحتیں ہیں، اس سے اجتناب کیا جائے۔

البتہ اگر مندرجہ بالا قباحتوں سے اجتناب کرتے ہوئے رفاہی انجمن یا کمیٹی قائم کی جائے جس میں مخیّر حضرات ازخود چندہ دیں، کسی فرد کو چندہ دینے پر مجبور نہ کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، یہ انجمن یا کمیٹی خاندان کے لوگوں کی ضروریات کی کفالت کرے، بے روزگار افراد کے لیے روزگار، غریب و نادار بچیوں کی شادی اور دیگر ضروریات میں ضرورت مندوں کی مدد کرے، ان امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اگر یہ کمیٹی یا انجمن خاندان کے کسی فرد کی موت کے بعد اس کی تجہیز وتکفین پر آنے والے اخراجات بھی اپنے ذمہ لے تو یہ درست ہے۔

حوالہ جات

۱: ......(یبدأ من ترکة المیت بتجهیزه) یعم التکفین (من غیر تقتیر ولا تبذیر) ککفن السنة أو قدر ما کان یلبسهٗ فی حیاته۔‘‘ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الفرائض، ج: ۷، ص: ۷۵۹، ط: سعید)

۲: ...... (وکفن من لا مال لهٗ علیٰ من تجب علیه نفقتهٗ) فإن تعددوا فعلی قدر میراثهم . و فی الرد :قوله (فعلی

قدر ميراثهم) كما كانت النفقة واجبة عليهم فتح أى فإنها على قدر الميراث فلو لهٗ أخ لأم وأخ شقيق فعلى الأول السدس والباقى على الشقيق . أقول ومقتضى اعتبار الكفن بالنفقة أنه لو كان له ابن وبنت كان عليهما سوية كالنفقة إذ لا يعتبر الميراث فى النفقة الواجبة على الفرع لأصله ولذا لو كان لهٗ ابن مسلم وابن كافر فهى عليهما ومقتضاه أيضا أنهٗ لو كان للميت أب وابن كفنهٗ الابن دون الأب كما فى النفقة على التفاصيل الآتية فى بابها إن شاء اللّٰه تعالى ۔‘‘(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ج: ۲،ص: ۲۰۵،۲۰۶، ط:سعيد)

۳:...... (واختلف فى الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه) عند الثانى (وإن تركت مالا) خانية ورجحهٗ فى البحر بأنهٗ الظاهر لأنهٗ ككسوتها . و فى الرد: مطلب فى كفن الزوجة على الزوج . قولهٗ (واختلف فى الزوج أى وجوب كفن زوجته عليه . قولهٗ (عند الثانى) أى أبى يوسف وأما عند محمد فلا يلزمهٗ لانقطاع الزوجية بالموت وفى البحر عن المجتبىٰ أنهٗ لا رواية عن أبى حنيفة لكن ذكر فى شرح المنية عن شرح السراجية لمصنفها أن قول أبى حنيفة كقول أبى يوسف . قولهٗ (وإن تركت مالا الخ) اعلم أنهٗ اختلفت العبارات فى تحرير قول أبى يوسف ، ففى الخانية و الخلاصة و الظهيرية أنه يلزمهٗ كفنها وإن تركت مالا وعليه الفتوى وفى المحيط و التجنيس و الواقعات و شرح المجمع لمصنفه إذا لم يكن لها مال فكفنها على الزوج وعليه الفتوى وفى شرح المجمع لمصنفه إذا ماتت ولا مال لها فعلى الزوج المسراه ومثلهٗ فى الأحكام عن المبتغى بزيادة وعليه الفتوى ومقتضاه أنهٗ لو معسرا لا يلزمهٗ اتفاقا وفى الأحكام أيضًا عن العيون كفنها فى مالها إن كان وإلا فعلى الزوج ولو معسرا ففى بيت المال الخ والذى اختارهٗ فى البحر لزومهٗ عليه موسرا أو لا ، لها مال أو لا ، لأنهٗ ككسوتها وهى واجبة عليها مطلقا ، قال: وصححهٗ فى نفقات الولوالجية الخ ، قلت: وعبارتها إذا ماتت المرأة ولا مال لها ، قال أبو يوسف: يجبر الزوج على كفنها والأصل فيه أن من يجبر على نفقته فى حياته يجبر عليها بعد موته وقال محمد: لا يجبر الزوج والصحيح الأول الخ ، فليتأمل .

تنبيه: قال فى الحلية ينبغى أن يكون محل الخلاف ما إذا لم يقم بها مانع يمنع الوجوب عليه حالة الموت من نشوزها أو صغرها ونحو ذلك الخ وهو وجيه لأنهٗ إذا اعتبر لزوم الكفن بلزوم النفقة سقط بما يسقطها ثم اعلم أن الواجب عليه تكفينها وتجهيزها الشرعيان من كفن السنة أو الكفاية وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ما ابتدع فى زماننا من مهللين وقراء ومغنين وطعام ثلاثة أيام ونحو ذلك ومن فعل ذلك بدون رضا بقية الورثة البالغين يضمنهٗ فى ماله ۔‘‘(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ج: ۲،ص: ۲۰۵،۲۰۶ ، ط:سعيد)

۴:...... (وإن لم يكن ثمة من تجب عليه نفقتهٗ ففى بيت المال فإن لم يكن) بيت المال معمورا أو منتظما (فعلى المسلمين تكفينهٗ) فإن لم يقدروا سألوا الناس لهٗ ثوبا فإن فضل شىء رد للمصدق إن علم وإلا كفن به مثلهٗ وإلا تصدق به ، مجتبى. وظاهرهٗ أنه لا يجب عليهم إلا سؤال كفن الضرورة لا الكفاية ولو كان فى مكان ليس فيه إلا واحد وذلك الواحد ليس لهٗ إلا ثوب لا يلزمه تكفينهٗ به. و فى الرد: قولهٗ (فإن لم يكن بيت المال معمورا) أى بأن لم يكن فيه شىء أو منتظما أى مستقيمًا بأن كان عامرا ولا يصرف مصارفهٗ ط، قولهٗ (فعلى المسلمين) أى العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به، ط ، قولهٗ (فإن لم يقدروا) أى من علم منهم بأن كانوا فقراء قولهٗ (وإلا كفن به مثلهٗ) هذا لم يذكره فى المجتبى ، بل زاده عليه فى البحر عن التنجيس و الواقعات ، قلت: وفى مختارات النوازل لصاحب الهداية فقير مات فجمع من الناس الدراهم وكفنون وفضل شىء إن عرف صاحبهٗ يرد عليه وإلا يصرف إلىٰ كفن فقير آخر أو يتصدق به ۔‘‘(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ج: ۲،ص:۲۰۵،۲۰۶ ، ط:سعيد)

۵:...... ولا بأس وباتخاذ طعام لهم و فى الرد: قولهٗ (وباتخاذ طعام لهم) قال فى الفتح ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم۔‘‘(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ج:۲ ،ص:۲۴۰ ، ط:سعيد)

۶:...... حدثنا أحمد بن منيع و على بن حجر قالا: حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن أبيه عن عبد اللّٰه بن جعفرؓ قال: لما جاء نعى جعفرؓ قال النبى صلى اللّٰه عليه و سلم: اصنعوا لأهل جعفرؓ طعاما فإنهٗ قد جاء هم ما يشغلهم . قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح وقد كان بعض أهل العلم يستحب أن يوجه إلى أهل الميت شىء لشغلهم بالمصيبة وهو قول الشافعىؒ . قال أبو عيسى: و جعفر بن خالد هو ابن سارة وهو ثقة روى عنه ابن جريج ۔‘‘(أبواب الجنائز،باب ما جاء فى الطعام يصنع لأهل الميت،ج: ۱ ،ص:۱۹۵ ، قديمى)

۷:...... قال فى الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم

لقولہٖ اصنعوا لآل جعفرؓ طعاما فقد جاء ھم ما یشغلھم ، حسنہٗ الترمذی وصحح الحاکم ولأنہٗ برٌّ ومعروف ویلح علیھم فی الأکل لأن الحزن یمنعھم من ذلک فیضعفون الخ . مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت وقال أیضا ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من أھل المیت لأنہٗ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ ، وروی الإمام أحمد وابن ماجۃ بإسناد صحیح عن جریر بن عبد اللّٰہ قال: کنا نعد الاجتماع إلٰی أھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ الخ۔‘‘ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ج: ۲،ص: ۲۴۰ ، ط:سعید)

۸:......لأن القمار من القمر الذی یزداد تارۃً وینقص أخریٰ وسمی القمار قماراً لأن کلَّ واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذھب مالہٗ إلی صاحبہٖ ویجوز أن یستفید مال صاحبہٖ وھو حرام بالنص ۔‘‘(کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل فی البیع،ج: ۶ ،ص: ۴۰۴ ، ط:سعید)

۹ :...... عن أبی حرۃ الرقاشی عن عمہٖ قال: کنت آخذا بزمام ناقۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فی أوسط أیام التشریق أذود عنہ الناس ، فقال: یا أیھا الناس ! ألا لا تظلموا ، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، إنہٗ لا یحل مال امرء إلا بطیب نفس منہ۔‘‘(مسند أحمد، مسند الکوفیین، حدیث عم أبی حرۃ الرقاشی، رقم الحدیث: ۲۰۷۱۴،ج:۵، ص: ۷۲، ط:مؤسس قرطبۃ القاھرۃ)

۱۰ :......وروی الإمام أحمد وابن ماجۃ بإسناد صحیح عن جریر بن عبد اللّٰہ ، قال: کنا نعد الاجتماع إلٰی أھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ الخ۔‘‘(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز،ج:۲ ،ص: ۲۴۰ ، ط:سعید)